مطبوعات

موضوعاتِ قرآن اور انسانی زندگی | از خواجہ عبدالوحید مرحوم۔ ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵۔ پاکستان۔

عمدہ دبیز چکنے سفید کاغذ پر ٹائپ کی خوب صورت چھپائی۔ اردو ٹائپ میں پڑھتے ہوئے مجھے بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ مگر "تحقیقاتِ اسلام" کا ٹائپ بہت گوارا قسم کا ہے۔ص ۴۲۵ (بڑی تقطیع) دبیز کارڈ پیپر پر سرورق رنگین۔ قیمت درج نہیں، کیونکہ بسا اوقات قیمت معلوم کرتے ہی شائقین بھاگ جاتے ہیں۔ اور ابھی تو قیمتیں اور بھی بے نظیر ہوا کریں گی۔

ع کیا کرو گے، اگر سحر نہ ہوئی

خواجہ عبدالوحید صاحب سے ملاقاتیں تو دو ایک نہایت مختصر سی ہوئیں، جن میں ہم ادب و انکسار کے بوجھ تلے اتنے دبے رہے کہ کبھی بات چیت کی مجال ہی نہیں ہوئی اصل میں ایمان، علم اور اخلاق و کردار جہاں یک جا ہوں، وہاں مقام ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ ویسے خواجہ مرحوم سے میرا غائبانہ تعلق پرانا ہے۔ جب اپنی باگ (بطور احتجاج بہ خلاف غلامی) مقاطعۂ تعلیم سے آزاد مطالعہ کی طرف مڑی تو تاریخاً جن کتابوں کا مطالعہ کیا اُن کے سامنے پابندی سے (THE ISLAM) کا لفظ لفظ (ڈکشنری رکھ کر پڑھا)۔ بڑی مشکل سے جا کر وہ مقام آیا کہ فلسفہ و نفسیات یا ادب و سیاست کی انگریزی کتب پڑھ سکوں۔ پھر اسی نام سے کراچی سے انہوں نے پندرہ روزہ انگریزی جریدہ نکالا، جس کا ایک خصوصی باب انگریزی ترجمہ قرآن مع متن (بالاقساط) تھا۔

افسوس کہ اس کام کی تکمیل سے پہلے ہی خواجہ صاحب کے امتحانِ عمر کی تکمیل ہوگئی۔

پیشِ نظر کتاب "موضوعاتِ قرآن" سے پہلے جو کام میرے سامنے تھا، ان میں سے ایک تو دارالاشاعت پنجاب والوں کی کئی سال پہلے پانچ جلدوں میں شائع کردہ ایک کتاب تفصیل البیان فی مقاصد القرآن تھی۔ بالکل قریب میں ایک کتاب جان فیصل آبادی کی جواہر القرآن سامنے آئی۔ انھوں نے بھی خاصی محنت کی ہے۔ میرے استعمال میں عربی کی الجامع المواضیع آیات القرآن الکریم از محمد فارس برکات (طبع دمشق) رہتی ہے۔ خوبصورت کاغذ پر خوبصورت عربی ٹائپ میں چھپی ہوئی بہت بڑی تقطیع کی یہ کتاب مختلف موضوعات و مطالب سے متعلق آیات جمع کر کے دیتی ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کی کتاب "موضوعاتِ قرآن اور انسانی زندگی" (لفظ موضوعات کا اُردو معنی لیا جائے) نے اُردو مصنفین، خطیبوں، صحافیوں، دانشوروں، ججوں اور وکیلوں، نیز اساتذہ و طلبہ کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔

میں نے سرسری مطالعہ میں محسوس کیا کہ خواجہ صاحب نے بربنائے احتیاط آیات کے تراجم میں اصحابِ ظاہر کا رویہ اختیار کیا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس طرح ہر لفظ کی ڈبیہ میں دو یا تین امکانی مفہوم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ڈبیہ کو بند رکھ کر اپنے آپ کو غیر جانب دار کر لیا۔ مگر جو بھی کھولے گا وہ خود کسی نہ کسی مفہوم کو اختیار کرے گا، یا کسی دوسرے عالم کی مدد سے ظاہر کا چھلکا اُتار کر باطن کے حقائق میں انتخاب و تعین چاہے گا۔ کیونکہ اس کے بغیر عمل ممکن نہیں۔ ورنہ ہر کوئی اگر ڈبیہ کو بند ہی رکھنے کو احتیاط و تقوٰی کا تقاضا سمجھے اور مکتوبات سے تعرض نہ کرے تو ساری مشینیں ہی بند ہو جائیں گی۔ اسی طرح بعض جگہ بریکٹ یا حاشیے میں وضاحت ضروری تھی مثلاً: ص ۳۴۲، آیت ۶ کا تعلق سلیمان علیہ السلام سے واضح ہونا چاہیے تھا۔ ترجمہ کے انتخابِ الفاظ پر تو بحث کے اتنے مواقع ہیں کہ سارا قصہ چھیڑا جائے تو رقبۂ تحریر ناکافی ہے۔ اُوپر سے معاملہ ایک ایسے بزرگ کا کہ مجال دم زدن نہیں۔

حسبِ ذیل ابواب میں ذیلی عنوانات کے تحت آیات کا ترجمہ مع حوالہ درج

ہے۔

۱۔ زندگی کا انفرادی پہلو۔ ۲۔ زندگی کا عائلی پہلو۔ ۳۔ معاشرتی زندگی۔ ۴۔ زندگی کا قومی اور بین الاقوامی پہلو۔ ۵۔ زندگی کا ثقافتی پہلو۔ ۶۔ زندگی کا معاشی پہلو۔ ۷۔ زوال و بربادیٔ اقوام کے اسباب۔

سیاسی آندھیاں اور ثقافتی طوفان کیسے بھی چلتے رہے۔ مگر پاکستان میں علمی اور ادبی اور صحافتی تینوں سطحوں پر دین و ایمان کی پرورش کے لیے سامان ہوتا رہا۔ بخصوصاً ماحول کی خوفناک انفعل پتھل میں جو اصحاب اور ادارے علمی کام ایسے انہماک سے کرتے ہیں کہ گویا ان کے خیمۂ فکر و تحقیق کے باہر کچھ بھی نہیں رہا، بہت قیمتی ہیں۔ اور اقبال کے عہد میں اُبھرنے والے خواجہ صاحب تو ان اہل اللہ میں سے تھے جن کی زندگیوں کے دامن پر ہوس و بے ضمیری کی گرد بھی نہیں پڑی۔ ایسے بزرگوں کے کاموں سے استفادہ کرنے میں بڑی برکت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے لیے مغفرت و درجات کی دعا کریں۔

مکتوباتِ اقدس مرتب: محمد صدیق نسیم چودھری۔ ناشر: نسیم اکبر فاؤنڈیشن، پی ۱۴۳، ریلوے روڈ، فیصل آباد۔ اعلیٰ اسفید کاغذ، نفیس طباعت آفسٹ۔

اس بحث سے قطع نظر کہ دورِ ضیاء الحق کیسا تھا اور کیسا نہ تھا، یہاں میں ایک بات کا اقرار ضرور کرتا ہوں کہ سیرتِ پاکؐ کے متعلق لٹریچر میں اس دور میں زور شور سے اردو میں اور صوبائی زبانوں میں، نیز انگریزی میں اضافہ ہوا اور ہوتا جا رہا ہے۔ ہر سال سیرت نگاروں اور نعت نگاروں میں ایوارڈ اور انعام تقسیم ہوتے رہے اور قومی و صوبائی سطح کے علاوہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تقاریب سیرت منائی گئیں۔ اور خطبات پیش ہوتے رہے۔ ایم۔ اے اور پی۔ ایچ ڈی کے لیے سیرت پر مقالات لکھے گئے۔ بچوں میں اعلیٰ سطحوں پر انعامی مقابلے ہوئے۔ سوچنے والوں نے نئے نئے موضوع سوچے۔ کسی نے حضورؐ کی خاص راتوں پر لکھا، کسی نے حضورؐ کے سفروں کو مبحث بنایا۔ کسی نے